خورشید احمد ندیم

ایک دفعہ کا ذکر ہے!

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

فقط لفاظی سے دنیا بدلتی تو جوش فی الواقع 'شاعر انقلاب' ہوتے۔ اُن کے قلم نے الفاظ کو چھوا تو شعروں کی قوس قزح بن گئی۔ ان شعروں کی عمر بھی، مگر اتنی ہی تھی جتنی قوس قزح کی ہوتی ہے۔ بارش کے بعد سر آسمان نمودار ہونے والی دھنک جو چند لمحوں کے لیے جلوہ آرا ہوتی اور پھر نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ مداحوں کے ارزاں کردہ القاب واقعہ کم ہی بنتے ہیں۔ جلسوں میں پرجوش کارکن آواز لگاتا ہے: 'اب تشریف لاتے ہیں۔ امام انقلاب...' امام صاحب تشریف لاتے ہیں، لفظوں کے رنگ بکھیرتے ہیں، پرجوش نعرے بلند ہوتے ہیں، مگر وہ اسٹیج سے رخصت ہوتے ہیں تو اکیلے نہیں۔ انقلاب ان کا ہم قدم ہوتا ہے۔ ؟اقبال یاد آتے ہیں:

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام!

اقبال بھی تو شاعر تھے۔ موت کیوں ان پر فتح نہ پا سکی؟ کیا اقبال کو ان شعروں نے زمان و مکان سے بلند کیا ہے؟ شاعری کا، بلاشبہ ان کی آفاقیت میں بڑا حصہ ہے، مگر محض شاعری نہیں۔ یہ عقل و عشق کا امتزاج تھا جو نثر اور شاعری کی صورت، تمام عمر ہم رکاب رہا۔ اقبال محض شاعر نہیں تھے۔ وہ زمین پر بکھری حقیقتوں کو بہ چشم سر دیکھ رہے تھے اور عالم محسوس کی رعایت سے ہم مذہبوں سے ہم کلام تھے۔ وہ ماضی و حال کے ملن سے ایک جہان نو پیدا کرنا چاہتے تھے۔ شاعری ان کے لیے ایک وسیلۂ اظہار تھا، مقصد حیات نہیں، اسی لیے صرف

شاعری پر اکتفا نہیں کیا۔

اقبال کے علاوہ، دو شخصیات ہیں جنھوں نے تن تنہا برصغیر کی مسلم فضا کو متاثر کیا۔ سرسید اور ابوالاعلیٰ۔ اہل دیوبند کے اثرات بہت گہرے ہیں، مگر وہ اداراتی ہیں، اجتماعی مساعی کا حاصل۔ سرسید اور ابوالاعلیٰ نے نثر سے اپنی بات کا ابلاغ کیا اور اس درجے پر کہ ان کی بات کی تفہیم خاص و عام کے لیے سہل ہو گئی۔ سرسید نے حسن بیاں کو غیر اہم جانا۔ ابوالاعلیٰ نے، مگر سادگی اور انشاپردازی کو یکجا کر دیا۔ جیسے کوئی الائچی کو چاندی کے ورق میں لپیٹ دے۔ مولانا وحید الدین خاں نے محض اپنی نثر سے ایک جہان فکر کی بنیاد رکھ دی جس کے در و دیوار کو ابھی اٹھنا ہے۔

ابوالکلام کے ہاں اسالیب کا تنوع ہے۔ ''غبار خاطر'' انشاپردازی کا نمونہ ہے۔ ''الہلال'' کے مضامین اور خطبات کی زبان نسبتاً عام فہم ہے۔ ''ترجمان القرآن'' علمی متانت کا شاہکار ہے۔ جاوید احمد صاحب غامدی کا معاملہ ابوالکلام سے قریب تر ہے، اگرچہ وہ شاعری بھی کرتے ہیں جس میں اقبال کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ''مقامات'' میں ''غبار خاطر'' کا رنگ ہے۔ ''برہان'' میں ''الہلال'' کا اور ''البیان'' میں ''ترجمان القرآن'' کا۔ ابوالکلام کے اثرات معلوم ہیں۔ جاوید صاحب کے پس منظر میں امامین فراہی و امین احسن کھڑے ہیں اور سامنے امکانات کی ایک وسیع دنیا۔

عالم نو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب

ابوالاعلیٰ شاعر بھی تھے۔ طالب تخلص تھا۔ ایک غزل کا مطلع ہے:

فطرت کی کان سنگ کا حاصل نہیں ہوں میں
پگھلوں نہ غم سے کیوں کہ ترا دل نہیں ہوں میں

مولانا کے نانا قربان علی بیگ سالک، غالب کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ ان کا ایک معروف شعر ہے جو غالب سے منسوب کیا جاتا ہے:

تنگ دستی اگر نہ ہو سالکؔ
تندرستی ہزار نعمت ہے

شاعری کو، مگر مولانا مودودی نے کبھی وسیلۂ اظہار نہیں بنایا۔ یہ ان کی نثر ہے جس نے ان کے نظریات و افکار

کا ابلاغ کیا۔ یہ انھی کے ساتھ خاص نہیں، ہر پیام برنے جسے اصل دل چسپی اپنے پیغام کے ابلاغ سے تھی، نثر کو ترجیح دی۔ نثر بھی ایسی جو عام فہم ہو۔ الاّ یہ کہ کسی کو اہل اقتدار کے جبر نے اس سے روکا اور اس نے تمثیل کا پیرایہ اختیار کیا۔ پھر ہر عہد کا اپنا مذاق ہے۔ شاید یہ جدیدیت کا اثر ہو کہ اسالیب کلام میں بھی سائنسی اور منطقی اسلوب کو فروغ ملا، جس میں اصل اہمیت ابلاغ کی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز احمد مرحوم اردو اور انگریزی کے بہت اچھے لکھاری تھے۔ کم و بیش میرے ہر کالم پر تنقیدی تبصرہ کرتے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب زبان میں کسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے آسان اور عام فہم لفظ موجود ہو تو اس کو ترجیح دینی چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ نفس مضمون کا تقاضا اس کے برعکس ہو۔

آج، مگر منظر بدل چکا۔ قومی افق پر کوئی بڑی اصلاحی و فکری تحریک یا شخصیت نہیں پائی جاتی۔ شخصی حلقے ہیں اور مریدوں کے گروہ۔ زبان حق ترجمان سے اقوال زریں جھڑتے ہیں اور پھر انھیں تحریر کر لیا جاتا ہے۔ تمام علمی اثاثہ انھی مواعظ حسنہ پر مشتمل ہے۔ کسی مربوط فکر کا سراغ ملتا ہے، نہ کسی علمی امتیاز ہی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ ماضی میں بھی یہ ہوتا تھا، مگر یہ اس کا ایک پہلو تھا۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے مواعظ بہت معروف رہے۔ ''الابقاء'' کی صورت میں ماہ وار شائع بھی ہوتے رہے۔ تھانوی صاحب، مگر اس کے سوا بھی بہت کچھ تھے۔ مفسر اور صاحب فکر مصنف۔ علم کے ہر شعبے کو متاثر کیا۔ اہل علم کا ایک گروہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ آج کے واعظین کا کل اثاثہ اقوال زریں کے مجموعے ہیں۔ کل آنکھ بند ہوئی تو کچھ باقی نہیں ہو گا۔ اور اگر ہوا بھی تو مجاور اور چڑھاوے چڑھانے والے مرید۔

طاہر القادری صاحب کا استثنا ہے۔ مربوط اور ہمہ جہتی کام کیا۔ اس کی افادیت اور علمی حیثیت پر کلام ہو سکتا ہے، مگر اس میں شبہ نہیں کہ انھوں نے روح عصر کو پہچانا اور ابلاغ کے لیے صرف خطبات پر اکتفا نہیں کیا۔ وہ عوامی ذوق پر پورا اترنے والے ایک مقرر ہیں، مگر ان کا باقی رہنے والا کام وہی ہے جو تصنیفی ہے۔ جاوید احمد صاحب غامدی کا کام بھی ہمہ جہتی ہے، مگر وہ ایک دوسری دنیا ہے۔ اس کے ذکر کا شاید یہ محل نہیں۔ اتنی بات ضرور کہی جا سکتی ہے کہ انھوں نے بھی ابلاغ کے لیے جدید ذرائع سے استفادہ کیا، لیکن ان کے نام سے معنون، کل جس عہد نے ان شاء اللہ نمودار ہونا ہے، اس کی بنیاد ان کی نثر ہو گی۔

الیکٹرانک اور سوشل میڈیا، ابلاغ کے جدید تر ذرائع ہیں۔ ان کا حاصل، مگر انتشار فکر کے سوا کچھ نہیں۔ یہ ذرائع ایک ہنگامہ اٹھا سکتے، ہیجان پیدا کر سکتے ہیں، مگر ایک شعوری تبدیلی کا ذریعہ نہیں بن سکتے۔ یہ عرب بہار

جیسی تحریکوں اور پاپولزم کے لیے تو سازگار ہیں، سماجی تعمیر کے لیے نہیں۔ کتاب اور نثر ہی دیرپا اور موثر تبدیلی کا بڑا ذریعہ ہیں۔

میری یہ تحریر، میں جانتا ہوں کہ آج غیر متعلق ہے۔ جہاں سماجی اصلاح کی کوئی تحریک یا کوئی فکر ہی موجود نہ ہو، وہاں ابلاغ کی بحث بے معنی ہے۔ جو شہر بسا ہی نہ ہو، اس کے راستے کا کیا سوال؟ آج کالم نگار اور ٹی وی اینکر دانش کی معراج ہیں۔ اہل اقتدار کبھی قدرت اللہ شہاب اور الطاف گوہر سے مشاورت کرتے تھے۔ یہ دونوں صاحب طرز ادیب تھے۔ ان کی لکھی نثر آج بھی پڑھی جاتی ہے۔ وہ سماجی مفکر نہیں تھے، مگر انھوں نے معاشرے کو متاثر کیا۔ نثر ہی ان کا وسیلۂ اظہار تھا۔ آج کے حکمران کس سے مشورہ کرتے ہیں؟

عملی افادیت سے محروم اس بحث کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ اس سے تاریخ کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ جانا جا سکتا ہے کہ برصغیر میں اٹھنے والی فکری تحریکوں اور افکار کو کیسے پذیرائی ملی؟ یہ سادہ اور رواں زبان میں لکھی گئی نثر تھی جس نے سماج کو فکری طور پر صاحب ثروت بنا دیا۔

(بشکریہ: روزنامہ دنیا، لاہور، ۲۸/ جون ۲۰۲۲ء)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com